وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) اللہ کی طرف بلائے اور اچھے
کام کرے اور کہے کہ میں بھی (اللہ کے) فرمانبرداروں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

احسن الفوائد

فی

شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

ازقلم حقیقت رقم

حضرت صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابوجعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین، سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان دام ظلہ

ناشر
منیجر مکتبۃ السبطین ۲۹۶ / ۹-بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال اننی من المسلمین

کتاب مستطاب

احسن الفوائد فی شرح العقائد

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر مذاہب اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کو عقلی و نقلی اور علوم قدیمہ اور جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے

سرکار صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمہ

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ ... اعلیٰ ... المبین

۲۹۲ بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

ثنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا

فون 7/1864

عین مطابق ہیں۔ کسی جگہ بھی احکام شریعت اور احکام فطرت کے درمیان تصادم واقع نہیں ہوتا۔

دلیل چہارم:۔ فریقین کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو جناب ختمی مرتبتؐ کی نبوت و رسالت کا اقرار و اعتراف کرنے کے بعد نبوت ملی تھی۔ جیسا کہ آیت مبارکہ واسئل من ارسلنا من قبلك من رسلنا کی تفسیر میں وارد ہے (ملاحظہ ہو بحار، بصائر اور ینابیع وغیرہ) لہٰذا جب ان انبیاء کی نبوتیں ہی آنحضرت کی اقرار نبوت کی مرہون منت ہیں۔ تو یقیناً آپ ان سے اشرف و افضل ہوں گے۔

دلیل پنجم:۔ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ انبیاء و مرسلین نے اپنی مشکلات کے وقت آنحضرتؐ کی ذات والا صفات کے ساتھ توسل کر کے بارگاہ رب العزت سے اپنے مصائب و آلام کو دور کرایا ہے۔ اس قسم کی بکثرت روایات بحار الانوار و بصائر الدرجات وغیرہ میں موجود ہیں۔ لہٰذا خود انبیاء کا آپ کی ذات کے ساتھ توسل کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے، کہ وہ حضرات جانتے تھے کہ آنحضرتؐ ان سے افضل ہیں۔ وھو المطلوب۔ (ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں بتغیر یسیر)

ختم نبوت عقل سلیم کی روشنی میں

اگر ہر قسم کے تعصب و عناد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر خالی الذہن عقل سلیم کی روشنی میں سوچا جائے تو عقل سلیم بھی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اب ہرگز نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ عقل و شرع کی رو سے چار صورتوں میں نبی کے تقرر کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اوّل یہ کہ کسی ایسی خاص قوم میں نبی بھیجا جائے جس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو۔ اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچا ہو۔

دوم۔ سابقہ نبی کی دی ہوئی تعلیم بالکل مٹ چکی ہو۔ یا اس میں اس طرح تحریف کر دی گئی ہو کہ اس کی اتباع ممکن نہ رہی ہو۔ سوم۔ سابقہ نبی کے ذریعہ لوگوں کو مکمل تعلیم و ہدایت نہ ملی ہو۔ چہارم ایک نبی کی امداد و اعانت کے لئے ایک اور نبی کی ضرورت ہو۔ بنظر غائر حالات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت بھی سرکار ختمی مرتبتؐ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔ قرآن شاہد ہے کہ حضورؐ کو تمام عالمین کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اور تمدن عالم کی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت ہی آپ کی دعوت تمام قوموں تک پہنچ گئی تھی اور اب تک مسلسل پہنچ رہی ہے۔ لہٰذا ہر قوم میں الگ الگ نبی بھیجنے کی حاجت باقی نہیں ہے۔ نیز قرآن مجید بعینہٖ اور سیرت کی صورت میں آنحضرتؐ کی مقدس تعلیمات اپنی اصلی صورت میں موجود ہیں۔ ان میں کسی قسم کی کوئی تغییر و تحریف نہیں ہوئی۔ پھر کسی نبی کی ضرورت کیا ہے۔ نیز یہ بات بھی قرآنی تعلیم کی روشنی میں روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے کہ آنحضورؐ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ بنا بریں اب تکمیل کیلئے

بھی کسی نبی کی احتیاج باقی نہیں ہے۔ باقی رہی چوتھی صورت تو ظاہر ہے کہ اگر اس کے لئے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور کے زمانے میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ جب اس وقت نہیں ایسا کیا گیا۔ تو اب اس کی کیا ضرورت ہے! جب بعثت انبیاء کی یہ چاروں عقلی صورتیں مفقود ہیں تو پھر نہیں بتایا جا سکے کہ بعثت نبی کی پانچویں کونسی صورت ہو گی!

باقی قوموں کے اخلاق واطوار کو بگاڑ ہو اس کی اصلاح۔ تو صرف اصلاح احوال کے لئے نبی کی ضرورت نہیں بلکہ مخلص مصلحین کی ضرورت ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ امت مسلمہ میں ایسے متعدد افراد موجود ہیں جو تقریر وتحریر اور وعظ وارشاد کے ذریعے سے یہ فریضہ بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

بنابریں حقائق یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اب کسی نبی کی بعثت امت کے لئے باعث رحمت نہیں بلکہ باعث لعنت ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم میں نبی آتا ہے۔ تو فوراً کفر وایمان کا سوال پیدا ہو جاتا ہے۔ ماننے والے ایک امت اور نہ ماننے والے دوسری امت قرار پائیں گے۔ اور یہ اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہوگا۔ لہذا اس طرح اتحاد واتفاق کی بجائے تفرق واختلاف پیدا ہوگا۔ اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس ضلالت وگمراہی کی ذمہ داری خدا ورسولؐ پر عائد ہوگی کہ اگر آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی نے آنا تھا۔ اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری تھا۔ تو خدا ورسولؐ نے اس کے متعلق کیوں خاموشی اختیار فرمائی۔ یہ بات خدا کی حکمت بالغہ اور رحمت کاملہ سے بالکل بعید ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کو خواہ مخواہ کفر وایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے (از رسالہ ختم نبوت) لہذا جب خدا ورسولؐ نے کسی آنے والے نبی کے متعلق کوئی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ آنحضرتؐ پر عہدۂ نبوت ورسالت کے اختتام کا اعلان واضح الفاظ میں فرمایا ہے تو یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ سلسلۂ جلیلہ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔ وھو المطلوب۔

ختم نبوت اجماع مسلمین کی روشنی میں

جہاں تک اس مسئلہ پر تمام مکاتیب فکر کے ساتھ تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے اتفاق واجماع کا تعلق ہے وہ عیاں راچہ بیاں کا مصداق ہے۔ بوجہ شدت اختصار اسلامی دنیا کے اکابر علماء کے بیانات شافیہ یہاں پیش نہیں کئے جا سکتے۔

چند شکوک وشبہات کا ازالہ۔ پہلا شبہ اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ لا نبی بعدی میں لا، نفی کمال کے لئے ہے جیسے لا صلاۃ لجار المسجد الا فی المسجد۔ مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد میں یعنی کامل نہیں ہوتی۔

بنا بریں لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں آئے گا۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہ لفظ جنس کے نیچے ہے اس کا حقیقی مفہوم جنس کی نفی ہے۔ اگر کسی جگہ کسی داخلی یا خارجی قرینہ کی وجہ سے نفی کمال میں استعمال ہو تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ہر جگہ یہی مجازی معنی مراد لئے جائیں۔ وعلاوہ اس بنیاد پر کوئی تثلیث یا صنم پرست یہ کہہ دے کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کامل معبود نہیں ہے تو معترض کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ اسی طرح اگر کوئی منکر قرآن یہ کہہ دے کہ ذلک الکتاب لا ریب فیہ میں لا نفی کمال کے لئے ہے۔ جملہ قرآن میں ریب و شک کامل نہیں ہے لیکن کچھ ناقص اور کمزور قسم کا ریب موجود ہے تو معترض اس کا کیا جواب دے گا؟ جس دلیل کی بنا پر لا الٰہ الا اللہ میں لا کو نفی کمال کے لئے قرار دینا ممنوع ہے۔ اسی دلیل سے لا نبی بعدی میں بھی ممنوع ہے۔

دوسرا شبہ اور اس کا جواب

خاتم بمعنی مہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اب جو نبی آئے گا وہ آپ کے زیر نگین ہوگا۔ اور آپ کی مہر تصدیق سے وہ نبوت ملے گی۔ اس شبہ کی رکاکت محتاج بیان نہیں ہے۔ جب یہ کہا جائے کہ یہ بوتل یا پیکٹ کی مہر ہے یا یہ خط کی مہر ہے۔ تو کوئی صحیح الدماغ آدمی اس کا یہ مطلب نہیں لے گا کہ اس مہر کے لگانے سے بوتل پیکٹ یا خط بنائے جاتے ہیں؟ تو یہاں کس طرح یہ مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔ اس معنی کے اعتبار سے جو صحیح مطلب نکلتا ہے اس کو بھی آیت پر خاتم النبیین کے ذیل میں واضح کر دیا گیا ہے۔

تیسرا شبہ اور اس کا جواب

جب کسی شخص کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء کہا جائے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس شخص کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہیں۔ اس شبہ کا جواب بھی ظاہر ہے کہ اگر کسی جگہ بطور مبالغہ انسانی یہ لفظ کامل یا افضل کے معنی میں استعمال ہو۔ تو اس سے کب لازم آتا ہے کہ لغت کے اعتبار سے لفظ خاتم کے معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں۔ اور اس کے حقیقی معنی (آخری) نظر انداز کر دیئے جائیں؟

بجز ختمی مرتبت دیگر انبیاء پر آئمہ ہدیٰ کی افضلیت

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی افضلیت پر بھی اوپر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اب یہاں آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی افضلیت پر کچھ تبصرہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے علمائے متقدمین کے درمیان افضلیت آئمہ بر انبیاء کے سلسلہ کے بارہ میں تین قول تھے۔ پہلا قول یہ کہ حضرات سوائے جناب ختمی مرتبت کے دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ دوسرا یہ کہ انبیاء کرام ائمہ علیہم السلام سے افضل ہیں۔

تیسرا قول یہ تھا کہ انبیائے اولی العزم ان سے افضل ہیں۔ لیکن دیگر انبیاء سے یہ حضرات افضل ہیں۔ مگر متاخرین علماء اعلام کا پہلے قول پر تقریباً تقریباً اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ آئمہ اطہار سوائے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر تمام انبیاء اولی العزم وغیرہم سے افضل و اشرف ہیں۔ اور اس عقیدہ کی صحت پر کثرت سے دلائل موجود ہیں۔ ہم بنظر اختصار ذیل میں چند ایک کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دلیل اوّل۔ یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ اہل بیت علوم قرآن نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم و فضل کے پورے وارث و مالک ہیں۔ بمطابق آیت مبارکہ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (ینابیع المودۃ۔ فرائد السمطین وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کا علم تمام انبیاء و مرسلین کے علم و فضل سے زیادہ اور علوم قرآنیہ تمام کتب سماویہ کے علوم سے افزوں ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ معیار فضیلت کثرت علم ہے اصل ہے ارشاد قدرت ہے هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ بنابریں حضرات آئمہ طاہرین کو انبیاء و مرسلین سابقین سے افضل و اشرف تسلیم کرنا پڑے گا۔

دلیل دوئم۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے کہ آپ نے فرمایا ولولا ان خلق اللہ علیاً لم یکن لابنتی فاطمۃ کفو آدم فمن دونہ (ینابیع المودۃ وغیرہ) اگر خداوند عالم علیؑ کو پیدا نہ کرتا تو میری بیٹی فاطمہ کا کوئی کفو و ہمسر نہ تھا۔ خواہ آدمؑ ہوں یا دیگر انبیاء۔ ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآب نے رشتہ ابوت و بنوت سے قطع نظر کر کے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ جناب امیر المومنینؑ ان انبیائے سلف سے افضل ہیں۔ اسی سے دیگر آئمہ اطہار کی افضلیت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ لانہم فی الفضل سواء۔ حضرت صادق علیہ السلام نے ابو صباح کنانی سے فرمایا۔ یا ابا الصباح انہ لا یجد عبد حقیقۃ الایمان حتی یعلم ان لآخرنا ما لاولنا (بصائر الدرجات) اے ابو صباح! اس وقت تک کوئی شخص حقیقت ایمان کو پا ہی نہیں سکتا جب تک وہ یہ یقین حاصل نہ کرے کہ ہمارے آخری کے لئے وہی فضل و کمال ثابت ہے جو ہمارے پہلے کے لئے ثابت ہے۔

دلیل سوئم۔ یہ دلیل حاصل دلیل دوئم کی ہی فرع ہے۔ کہ آئمہ اہل بیتؑ کے علوم و کمالات انبیاء کے علوم و کمالات سے اتم و اکمل ہیں۔ بکثرت احادیث میں وارد ہے۔ کہ اسم اعظم کے کل تہتر حرف ہیں۔ جناب آدمؑ کو پچیس حرف عطا ہوئے تھے اور جناب نوحؑ کو پندرہ۔ جناب موسیٰؑ کو چار حرف اور جناب ابراہیمؑ کو آٹھ حرف اور جناب عیسیٰؑ کو صرف دو حرف۔ اسی طرح کسی نبی کو ایک حرف اور کسی کو دو (اصول کافی) اور انہی کے ذریعہ سے ان کے کمالات بھی وقوع پذیر ہوتے تھے۔ لیکن جناب سرور کائنات کو بہتر حروف مرحمت ہوئے۔ فقط ایک حرف خلاق عالم نے اپنے علم مخزون میں رکھا۔ اور یہ بہتر حروف آنحضرتؐ کو عطا